# نحنُ انصاراللہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مارچ 2024ء ، رمضان 1445، امان 1403

www.nahnuansarullah.ca

Majlis Ansarullah Canada

We are the helpers of Allah

# نحنُ انصاراللّٰہ

مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مارچ 2024ء





Majlis Ansarullah Canada
We are the helpers of Allah

www.nahnuansarullah.ca


## دس شرائط بیعت

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہو گا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12/ جنوری 1889ء)


بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online)
رابطہ : editor@ansar.ca / ishaat@ansar.ca / Tel: 905-417-1800

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین


قال اللہ عزّوجلّ 1

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم 2

کلام المہدی علیہ السلام 3

کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 4
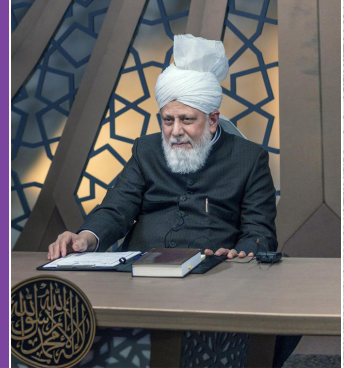
انتخاب از فارسی منظوم کلام 5

ماہِ رمضان کی تین اجتماعی برکات 7

”میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے“ 8
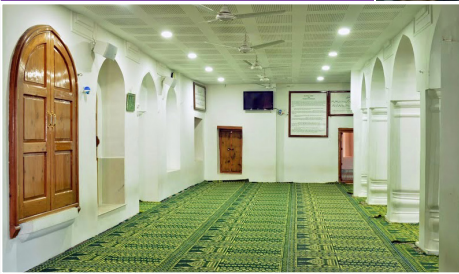
راستی کی فتح 11

”لوائے فتح“ یعنی فتح کا جھنڈا 12

زاویہ نگاہ 14

یاد رفتگان 16

زاویۃ العرب 18
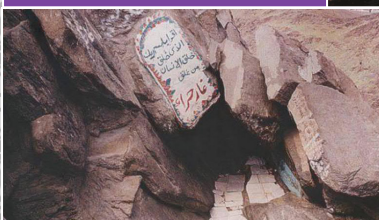
# قال اللہ عزوجل

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ O

(سورۃ البقرۃ: آیت نمبر 186)

ترجمہ: رمضان کامہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اُس نے تمہیں عطا کی اور تا کہ تم شکر کرو۔

تفسیر: اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لیے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیۂ نفس اور صوم (روزہ) تجلی ءِقلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تجلیءِ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 312)

# قال الرسول ﷺ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلاً فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب نمبر (71) باب نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ابن مریم حکم عدل کی حیثیت سے ضرور نازل ہوں گے اور وہ لازماً صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں گی اور ان پر (سوار ہو کر) دوڑایا نہیں جائے گا۔

تفسیر: اس حدیث کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”مسلم .... نے آخری زمانہ کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے ایک نئی سواری کا ذکر کر کے یہ کہا لَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا اور قرآن شریف نے اسی مضمون کو عبارت ذیل میں بیان فرما کر اور بھی صراحت کر دی کہ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:5)۔قرآن وحدیث کا تطابق اور پھر عملی رنگ میں اس دور دراز زمانہ میں جبکہ ان پیشگوئیوں کو تیرہ سو برس سے بھی زائد عرصہ گزر چکا ہے ان کا پورا ہونا ایمان کو کیسا تازہ اور مضبوط کرتا ہے ..... پس جب یہ پیشگوئی جو آثارِ قربِ قیامت اور مسیح موعودؑ کی آمد کے نشانات میں سے ایک زبردست اور اقتداری پیشگوئی ہے، پوری ہو رہی ہے تو ایمان لانا چاہیے کہ مسیح موعود بھی موجود ہے۔“

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 153-152)

# کلام المہدی علیہ السلام

**”پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔“**

”روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102)
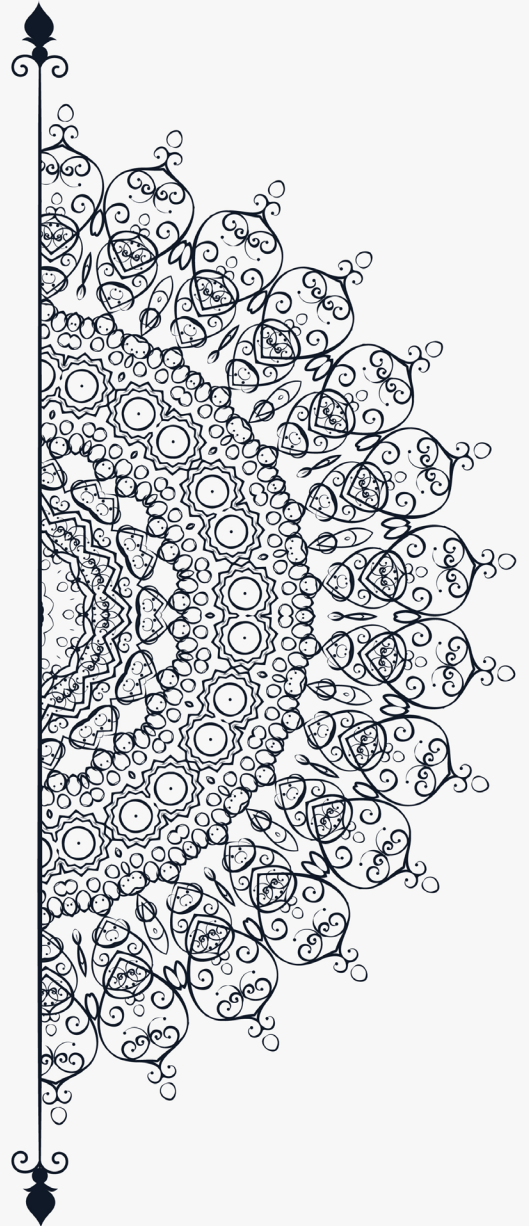
# کلام الامام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**"رمضان کہے گا کہ اے خدا! یہ بندہ رمضان کا حق ادا کرنے کے بعد گناہوں سے بچتے ہوئے اور نیکیاں بجالاتے ہوئے اس رمضان میں اس امید پر داخل ہوا کہ تو اسے بھی اپنی رحمت، بخشش اور آگ سے بچانے کے عشروں سے فیضیاب کرے گا۔"**

"آنحضرت ﷺ نے ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان ہونے والے گناہوں کی معافی کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ہونے والے چھوٹے گناہوں کو بھی معاف فرمادیتا ہے۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے گناہوں سے معافی کے جو ذرائع بتائے ہیں وہ آپ ایک ترتیب سے بیان فرمارہے ہیں۔ پہلے نماز، پھر جمعہ، پھر رمضان۔ پس اس ترتیب سے یہ غلط فہمی دُور ہو جانی چاہئے کہ صرف سال کے بعد رمضان کی عبادتیں ہی گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہیں۔ بلکہ یہ ترتیب اس طرف توجہ دلا رہی ہے کہ نمازوں کی پانچ وقت روزانہ ادائیگی اپنے حصار میں لئے ہوئے ساتویں دن جمعہ میں داخل کر کے جمعہ کی برکات سے حصہ دلائے گی۔ اور سال بھر کے جمعے رمضان میں داخل کرتے ہوئے رمضان المبارک کے فیض سے فیضیاب کریں گے۔ روزانہ کی پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گی کہ یہ تیرا بندہ تیرے خوف اور تیری محبت کی وجہ سے بڑے گناہوں سے بچتے ہوئے پانچ وقت تیرے حضور حاضر ہوتا رہا۔ ہر جمعہ عرض کرے گا کہ تیرا یہ بندہ سات دن اپنے آپ کو بڑے گناہوں سے بچاتے ہوئے جمعہ کے دن جس میں تیرے پیارے نبی ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اس میں ایک قبولیت دعا کا لمحہ بھی آتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات حدیث 6400) اپنی دعاؤں کی قبولیت کی آرزو لے کر تیرے حضور حاضر ہوتا رہا۔ رمضان کہے گا کہ اے خدا! یہ بندہ رمضان کا حق ادا کرنے کے بعد گناہوں سے بچتے ہوئے اور نیکیاں بجالاتے ہوئے اس رمضان میں اس امید پر داخل ہوا کہ تو اسے بھی اپنی رحمت، بخشش اور آگ سے بچانے کے عشروں سے فیضیاب کرے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ جون 2017ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24/ جولائی 2017ء)

# انتخاب از فارسی منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایں چنیں اُفتاد قانونِ خدا — حاجتِ نورے بود ہر چشم را

ہر آنکھ کو روشنی کی ضرورت ہے۔ خدا کا قانون ایسا ہی ہے۔

کے چنیں چشمے خُداوند آفرید — چشمِ بینا بے خور تاباں کہ دید

بغیر سورج دیکھنے والی آنکھ کس نے دیکھی؟ خدا نے ایسی آنکھ کب بنائی؟

پس چرا بر دیگراں سر مے زنی — چوں تو خود قانونِ قدرت بشکنی

جب تو خود ہی قانون قدرت کو توڑتا ہے تو پھر تو دوسروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے؟

چوں رواداری کہ نبود رہنما — آنکہ در ہر کار شد حاجت روا

وہ خدا جس نے انسان کی ہر ضرورت کو پورا کیا، کیا وہ مذہب کے بارے میں تیری رہنمائی نہ کرتا؟

تا رہد پشت تو از بارِ شدید — آنکہ اسپ و گاؤ خر را آفرید

وہ جس نے گھوڑے، گائے اور گدھے کو پیدا کیا تا کہ تیری پیٹھ کو سخت بوجھ سے نجات دے۔

اے عجب تو عاقل و ایں اعتقاد — چوں ترا حیراں گذارد در معاد

وہ تجھ کو آخرت کے معاملہ میں کیوں پریشان چھوڑ دے۔ تعجب ہے کہ عقلمند ہو کر تو یہ اعتقاد رکھتا ہے

پس چرا پوشی یکے وقت نظر — چوں دو چشمت دادہ اند اے بے خبر

اے بے خبر جب تجھے دو آنکھیں دی گئی ہیں پھر دیکھنے کے وقت ایک کو کیوں بند کر لیتا ہے

قدرت گفتار چوں ماندے نہاں — آنکہ زو ہر قدرتے گشتہ عیاں

وہ ذات جس سے ہر قسم کی قدرت ظاہر ہوئی تو بولنے کی قوت کس طرح مخفی رہ سکتی تھی

پس چرا ایں وصف ماندے مستتر — آنکہ شد ہر وصف پاکش جلوہ گر

وہ ہستی جس کی ہر پاک صفت ظاہر ہوگئی۔ پھر اس کی یہ صفت کیونکر چھپی رہ سکتی تھی

چارہ ساز غفلتش پیغام اوست — ہر کہ او غافل بود از یاد دوست

ہر شخص جو خدا کی یاد سے غافل ہو تو خدا کا پیغام ہی اس کی غفلت کا چارہ ساز ہوتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد نمبر 1۔ ترجمہ از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)
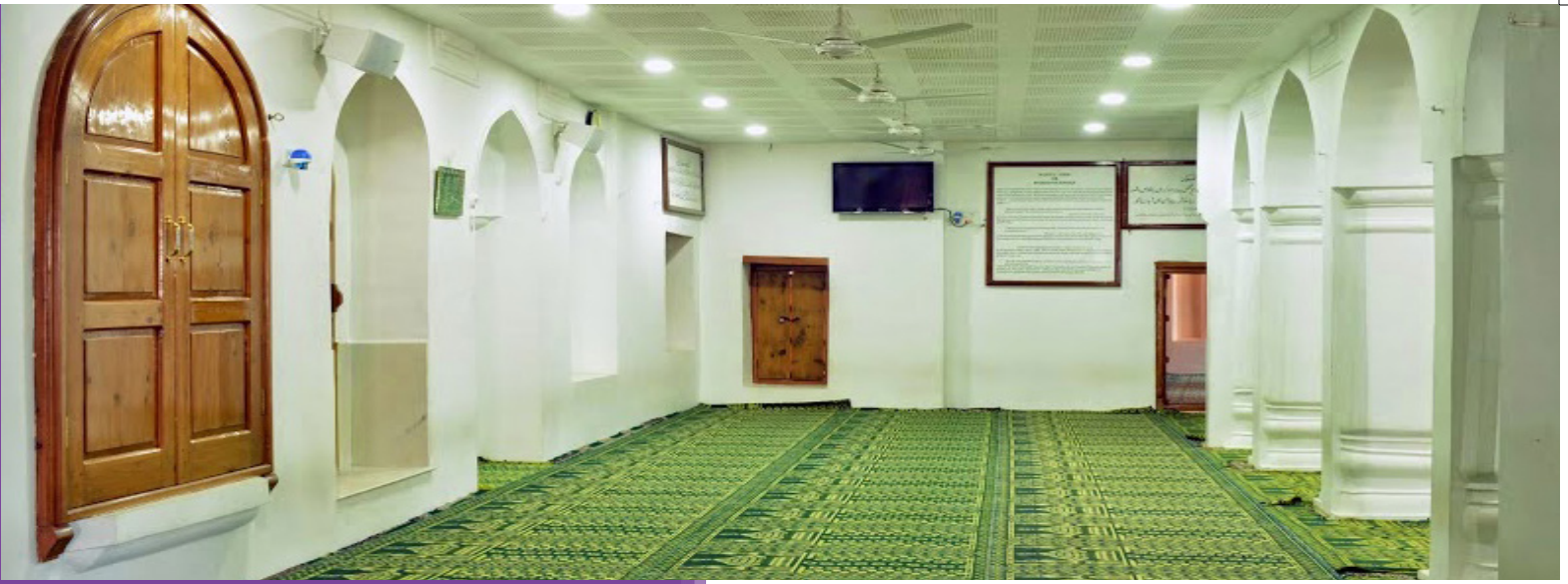
# ماہِ رمضان کی تین اجتماعی برکات

(محترم مولانا ابو العطاء جالندھری صاحب مرحوم)

رمضان کا مہینہ بے شمار برکات کا مہینہ ہے۔ چودہ سو برس سے ہزاروں لاکھوں صلحاء و ابرار ان برکات کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور آج بھی ان برکات سے بہرہ اندوز ہونے والے بزرگ بکثرت موجود ہیں۔ اِن ایام میں مخلص روزہ داروں کو روحانی کیف سے نوازا جاتا ہے، ان کی دعائیں سُنی جاتی ہیں، ان پر انوار کے دروازے کھلتے ہیں، معارف سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، وہ کشف، رؤیا اور الہام کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

روزہ رکھنے کے ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے ضروری قرار دیا ہے کہ روزہ دار ہمہ وقت تلاوتِ قرآن کریم، نوافل، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں مشغول رہے، ہر قسم کی لغویات اور لغو عمل سے اجتناب اختیار کرے۔ اس صورت حال سے انسان کے کردار اور اس کے اخلاق پر نہایت عمدہ اثر پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو ایک خاص روحانی فضاء میں پاتا ہے۔ اسلام نے ان تمام انفرادی کیفیات کے علاوہ اجتماعی طور پر بھی رمضان کے ساتھ بعض برکات کو مخصوص کر دیا ہے۔

(1) نماز تراویح: عہد فاروقی میں یہ طریق منظم ہو گیا کہ ایک امام کی اقتداء میں رمضان میں سارا قرآن مجید سنایا جائے۔

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کے لیے نماز تہجد کو ضروری قرار دیا ہے۔ آپؐ کے صحابہؓ بھی حضور ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز پانچ فرض نمازوں کے علاوہ ہے جو سونے سے بیدار ہو کر طلوعِ فجر سے پہلے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ انفرادی نماز خلوت اور تنہائی کی مناجات ہے جو بندہ اپنے رب سے کرتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ زندگی بھر لمبے قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھتے رہے حتیٰ کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ تین وتروں کے علاوہ آٹھ رکعت نفل بطور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے، آخر میں وتر پڑھتے تھے۔ یہ نوافل حضور ﷺ بالعموم دو دو رکعتوں کی صورت میں پڑھا کرتے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپؐ نے ان آٹھ نوافل کا رمضان اور غیر رمضان میں التزام فرمایا ہے۔ رمضان قرآن کا مہینہ ہے اس میں بکثرت تلاوتِ قرآن کریم لازمی ہے۔ خود حضرت جبریلؑ اس ماہ میں آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ماہِ رمضان میں اجتماعی طور پر تلاوت کرنے اور قرآن مجید سُننے کی صورت یوں پیدا فرمائی کہ آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں نے آپؐ کی اقتداء میں نوافل ادا کیے۔ ایسا صرف دو تین روز ہوا مگر نہایت پُر کیف منظر تھا۔ لوگ چاہتے تھے کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے مگر رسول اکرم ﷺ شارع نبی تھے اس لیے آپؐ نے اس کی فرضیت کے احتمال کے پیش نظر اجتماعی شکل کو ترک فرما دیا۔ لوگ انفرادی طور پر اپنے اپنے مقام پر تہجد کے وقت نوافل میں تلاوتِ قرآن کریم کرتے تھے، کچھ لوگ عشاء کے بعد بھی یہ نوافل پڑھ لیتے تھے۔ عہد فاروقی میں یہ طریق منظم ہو گیا کہ ایک امام کی اقتداء میں رمضان میں سارا قرآن مجید سنایا جائے۔ یہ نوافل تراویح قرار پائے اور بالعموم عامۃ الناس کی سہولت کے پیش نظر بعد نماز عشاء یہ نوافل پڑھے جانے لگے اور آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ طریق جاری و ساری ہے۔ کتنی شاندار یہ برکت ہے کہ عالمِ اسلام میں ہر جگہ حفّاظ اور قاریوں کے ذریعہ سارا قرآن مجید سنایا جاتا ہے۔ یہ بابرکت طریق قرآن مجید کی حفاظت

کے لیے بھی ایک بے مثال ذریعہ ہے۔ تمام مساجد میں رمضان کی ہر رات یہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ امام اگر ایک لفظ بھی بھول جاتا ہے تو فوراً مقتدیوں کی طرف سے اس کی تصحیح ہو جاتی ہے، اس طریق سے صدہا حفّاظ بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ پس یہ طریق ایک اجتماعی برکت ہے۔ آخری حصہٗ شب میں سحری کے وقت تہجد کی نماز اپنی جگہ پر مستقل مناجات کا طریقہ ہے۔ رمضان المبارک میں روزہ داروں کے لیے اس کا التزام کرنے کا بھی بہترین موقعہ میسر آتا ہے۔

### (2) اعتکاف: اعتکاف سنتِ نبویؐ ہے، جو شخص اس سنت کی پیروی کر سکے اس کے لیے بہت بابرکت ہے۔

سارا رمضان ہی روحانی جدوجہد کا مہینہ ہے مگر آخری عشرہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ دن گویا روحانی پھلوں کے پکنے کے دن ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ ان ایام میں خاص طور پر کمر ہمت کَس لیا کرتے تھے اور سب اہل و عیال کو بھی اس روحانیت کی بارش سے پورا حصہ لینے کی تلقین فرماتے تھے۔ قرآن مجید نے رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے لیے احکام بیان فرمائے ہیں معتکف مسجد کے ایک حصہ میں آخری دس روز کے لیے خلوت نشین ہو جاتا ہے۔ وہ از خود شوق سے روزہ دار سے بھی زائد پابندیوں کو قبول کر لیتا ہے، دن رات درِ محبوب پر دھونی رما کر بیٹھ جاتا ہے۔ عاجزی، گریہ وزاری اور محبت کے خاص انداز سے قربِ الٰہی پاتا ہے۔ اعتکاف سنتِ نبویؐ ہے، جو شخص اس سنت کی پیروی کر سکے اس کے لیے بہت بابرکت ہے۔ یہ خلوت نشینی بھی اُمت کے صلحاء و ابرار کا طریق رہا ہے۔ معتکفین ایک رنگ میں امّت کے نمائندوں کے طور پر آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہوتے ہیں اور اسلام کے غلبہ، امام جماعت اور اُمت کے افراد کی فلاح و بہبود اور خدمتِ دین بجالانے والوں کی کامرانی و کامیابی کے لیے ہمہ وقت دعائیں معتکفین کا شعار ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بھی رمضان کی ایک اجتماعی برکت ہے۔

### (3) لیلۃ القدر: لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کو بہترین رات قرار دیا ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد مامور کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ ہر فرد کی حقیقی اور مقبول توبہ کی گھڑی کو بھی صوفیاء نے اس کی لیلۃ القدر قرار دیا ہے۔ اُمت کی ایک اجتماعی عمومی لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ احادیث نبویہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ رات آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک ہوتی ہے، یہ انوار و افضال کی رات ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دربارِ عام کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، قبولیت کی خاص گھڑیاں ہوتی ہیں۔ مطلع الفجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دعا کرنے والے خاص لذّت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں، دل نورانیت سے بھر جاتا ہے۔ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے، اس کا ایک مستحکم اور پائیدار رابطہ ذاتِ اقدس سے قائم ہو جاتا ہے۔ وہ ایک نورانی وجود بن جاتا ہے، روح القدس کو حاصل کر لیتا ہے۔ گویا اسے زندگی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے اسی لیے یہ رات اس کی ساری زندگی (الف شَھْرٍ) سے بہتر رات شمار ہوتی ہے۔ یہ لیلۃ القدر اُمت محمدیہ کے لیے بڑی خیر و برکت کی رات ہوتی ہے۔ ملائکہ اور جبریل کا نزول ہوتا ہے اور انوار کی بارشیں چاروں طرف ہوتی ہیں۔ اس رات کی برکتوں سے مومنوں کے قلوب میں وہی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو موسمِ بہار میں زرخیز زمینوں پر موزوں بارش ہونے سے پیدا ہوا کرتی ہے۔ اس رات میں قوموں کے عروج و تنزل کے فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور زمین پر بر وقت ان کا نفاذ ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ لیلۃ القدر رمضان کی نہایت ہی بابرکت رات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جس سے اُمت محمدیہ مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد غلبۂ اسلام کے دن لائے اور مسلمانوں کو حقیقی اسلام پر قائم کرے اور ہم سب کو رمضان کی جملہ برکات سے کامل طور پر بہرہ ور بنائے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(ماہنامہ الفرقان ربوہ، دسمبر 1968ء صفحہ 29 تا 31)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”پس یہ مہینہ خدا کے فضلوں کا مہینہ ہے اس سے جس قدر ہو سکے فائدہ اٹھالو۔ جس طرح بہت سے ایسے انسان ہیں جن کو یہ رمضان دیکھنا نصیب نہیں ہوا اسی طرح بہت ایسے ہوں گے جنہیں اگلا رمضان دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور کون جانتا ہے کہ مَیں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جنہوں نے نہیں دیکھنا اس لئے ہر ایک کو اس رمضان میں خیر حاصل کرنے کی خوب کوشش کرنی چاہیے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 جولائی 1915 مطبوعہ الفضل 25 جولائی 1915ء)

اے آنکه سوئے من بدویدی بصد تبر    از باغباں به ترس که من شاخ مثمرم

# ”مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے“

عبدالغفور مبشر۔آٹوا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 23/مارچ 1889ء کو بھارتی صوبہ پنجاب کے شہر لدھیانہ میں سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا اور سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ کی کامیابی اور کامرانی کے متعلق بشارات اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آپ کو دے دی تھیں جن کا ذکر آپؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے۔حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں متعدد مقامات پر خود کو اور اس سلسلے کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔اس تمثیل میں ایک طرف تو مخالفین کو پیغام ہے کہ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ وہ اس سلسلہ کو مٹادیں گے کیونکہ یہ خدائے غالب وعزیز کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے، دوسری طرف خود شاملین جماعت کے نام بھی پیغام ہے کہ نیک اور صالح اعمال کے ساتھ اس پودے کی حفاظت اور آبیاری کریں اور اپنے ایمان کی صحت وسلامتی کے لیے ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ رہیں۔ بہر کیف اس حوالے سے آپؑ کے بعض اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

## میں حضرت اقدس کا باغ ہوں

” مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں، سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

” یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ مَیں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے، جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔“

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 400)

”میں حضرت اقدس کا باغ ہوں جو مجھے کاٹنے کا ارادہ کرے گا وہ خود کاٹا جائے گا مخالف روسیاہ ہوگا اور منکر شرمسار۔ یہ سب نشان ہیں مگر ان کے لیے جو دیکھ سکتے ہیں۔“

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 397،398)

”اور یہ جو بھیجا گیا ہے یہ اُس کے ہاتھ کا پودہ لگایا ہوا ہے پس کیونکر وہ اپنے باغ کو خود کاٹ دیوے جو اُس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 395)

## اعداء کا وجود انبیاء کے واسطے مفید ہوتا ہے

”خدا تعالیٰ کے آگے کسی کا نابود کرنا کچھ مشکل نہیں۔لیکن جس کی طاقتیں بڑی ہوتی ہیں اس کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔لیکن ایسے آدمیوں کا وجود بھی ضروری ہے۔اعداء کا وجود انبیاء کے واسطے بہت مفید ہوتا ہے۔قرآن شریف کے جو تیس سیپارے ہیں۔اس کے اکثر حصہ نزول کا سبب اعداء ہی ہوئے۔اگر سب ابوبکر کی طرح آمنّا و صدّقنا کہنے والے ہوتے تو چند آیتوں پر سلسلہ ختم ہوجاتا۔درخت کے واسطے جیسے صاف پانی کی ضرورت ہے

ویسے ہی کچھ کھاد کے لئے گند کی بھی ضرورت ہے۔ بہت سی آسمانی سرگرمی انہی لوگوں کی شرارتوں پر منحصر ہے۔ کوئی بھی نہیں جس کے اعداء نہیں ہوئے۔ نبی کے نفس کے واسطے یہ امر بہتر ہے کیونکہ اس طرح اس کی توجہ بڑھتی ہے اور معجزات تائید و نصرت زیادہ ہوتے ہیں اور جماعت کے واسطے بھی مفید ہے کہ وہ پکے ہو جاتے ہیں۔ خدا کو دیر نہیں لگتی کہ لاکھوں کروڑوں کو ایک آن میں تباہ کر دے لیکن ضرورت کے سبب مخالفین کا وجود قائم رکھا جاتا ہے۔ جس شہر میں خاموشی سی ہو اس جگہ جماعت ترقی نہیں پکڑتی۔ خدا کی حکمتوں کو ہر ایک شخص نہیں پہچان سکتا۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 284)

## اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں

”جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسولؐ کی برکات کے اظہار اور ثبوت کے لئے ہوں۔ اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہو۔ پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہو گا۔“

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 148)

## وہ شاخیں پھر دوسری طرف مُڑ نہیں سکتیں

”ترکِ نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح (جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اُس طرف جھک کر پرورش پالیں) ادھر ہی جُھکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدّد اس کے دل میں پیدا ہو کر اُسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے جیسے وہ شاخیں، پھر دوسری طرف مُڑ نہیں سکتا۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالیٰ سے دُور ہوتی جاتی ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 106)

## جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے

”آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخمریزی کی طرح ہے۔ چاہیے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے ..... بیعت ایک بیج ہے جو آج بویا گیا، اب اگر کوئی کسان صرف زمین میں تخمریزی پر ہی قناعت کرے اور پھل حاصل کرنے کے جو جو فرائض ہیں ان میں سے کوئی ادا نہ کرے، نہ زمین کو درست کرے اور نہ آبپاشی کرے اور نہ موقعہ بہ موقعہ مناسب کھاد زمین میں ڈالے، نہ کافی حفاظت کرے تو کیا وہ کسان کسی پھل کی امید کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس کا کھیت بالضرور تباہ اور خراب ہو گا۔ کھیت اسی کا رہے گا جو پورا زمیندار بنے گا۔ سو ایک طرح کی تخمریزی آپ نے بھی آج کی ہے، خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کس کے مقدر میں کیا ہے لیکن خوش قسمت وہ ہے جو اس تخم کو محفوظ رکھے اور اپنے طور پر ترقی کے لیے دعا کرتا رہے مثلاً نمازوں میں ایک قسم کی تبدیلی ہونی چاہیے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 29)

## زہریلے اور ہلاک کرنے والے پھل کے درخت سے بچیں

”بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ ایسے لوگ جو بُرا نہیں کہتے مگر پورے طور پر اظہار بھی نہیں کرتے محض اس وجہ سے کہ لوگ بُرا کہیں گے، کیا اُن کے پیچھے نماز پڑھ لیں؟ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ ابھی تک اُن کے قبولِ حق کی راہ میں ایک ٹھوکر کا پتھر ہے اور وہ ابھی تک اسی درخت کی شاخ ہیں جس کا پھل زہریلا اور ہلاک کرنے والا ہے ..... پس تم یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوق خدا جب تک یہ حالت نہ ہو جاوے کہ خدا کی رضا مقدّم ہو جاوے اور کوئی شیطان رہزن نہ ہو سکے ..... اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں شامل ہو کر پھر اس سے نکل جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کا شیطان اس لباس میں ہنوز اس کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر وہ عزم کر لے کہ آئندہ کسی وسوسہ انداز کی بات کو سنوں گا ہی نہیں، تو خدا اُسے بچا لیتا ہے ..... ٹھوکر لگنے کا عموماً یہی سبب ہوتا ہے کہ دوسرے تعلّقات قائم تھے .....“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 554)

## استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو

''میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پھل جو شیریں ہوتا اور لذّت بخشتا ہے نہیں آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتّے نکلتے ہیں۔ پھر اس کو پھل لگتا ہے جو سنیر و پھل کہلاتا ہے وہ گِر جاتا ہے۔ پھر ایک اور پھل آتا ہے۔ اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گِر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ یہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے اور پتّے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں۔ ابھی تو سبزہ ہی نِکلا ہے جس کو ایک کتّا بھی پامال کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے؟ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 615)

## ابتلاء ربّانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے

عوام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہٗ جس پودے کو اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے اُس کی شاخ تراشی اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس کو نابود کر دیوے بلکہ اِس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودا پھول اور پھل زیادہ لاوے اور اُس کے برگ اور بار میں برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہ کہ انبیاء اور اولیاء کی تربیت باطنی اور تکمیل روحانی کے لئے ابتلاء کا ان پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلاء اس قوم کے لئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا ان ربّانی سپاہیوں کی ایک روحانی وردی ہے جس سے یہ شناخت کیے جاتے ہیں اور جس شخص کو اس سنت کے برخلاف کوئی کامیابی ہو وہ استدراج ہے نہ کامیابی۔'' (سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 460)

'' یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا، تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت بن جائے گا پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوٰئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

## یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی

''براہین احمدیہ میں اس جماعت کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یعنی پہلے ایک بیج ہوگا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا، پھر موٹا ہوگا پھر اپنی ساقوں پر قائم ہوگا۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اِس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی.... مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی شاخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 241)

---

حضرت سہل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں۔ قیامت کے دن روزہ دار اُس سے داخل ہوں گے، اُن کے سوا کوئی اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا: روزہ دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اُن کے سوا کوئی اُس سے داخل نہیں ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا تو پھر کوئی بھی اُس سے داخل نہ ہوگا۔

(بخاری کتاب الصوم باب نمبر 4–الریّان للصائمین۔ حدیث نمبر 1896)
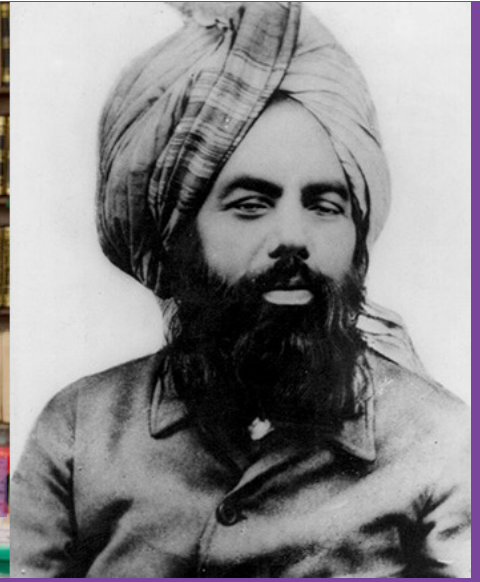
(جولن مارٹن کلارک، ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کر رہے ہیں)

# راستی کی فتح

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں مقدمہ مارٹن کلارک کا مختصر احوال)

ہو گا تمہیں کلارک کا بھی وقت خوب یاد<br>
جب مجھ پہ کی تھی تہمتِ خوں از رہِ فساد

جب آپ لوگ اُس سے ملے تھے بدیں خیال<br>
تا آپ کی مدد سے اُسے سہل ہو جدال

پر وہ خدا جو عاجز و مسکیں کا ہے خدا<br>
حاکم کے دل کو میری طرف اُس نے کر دیا

تم نے تو مجھ کو قتل کرانے کی ٹھانی تھی<br>
یہ بات اپنے دل میں بہت سہل جانی تھی

تھے چاہتے صلیب پہ یہ شخص کھینچا جائے<br>
تا تم کو ایک فخر سے یہ بات ہاتھ آئے

جھوٹا تھا، مفتری تھا تبھی یہ ملی سزا<br>
آخر مری مدد کے لئے خود اُٹھا خدا

ڈگلس پہ سارا حال بریّت کا کھل گیا<br>
عزت کے ساتھ تب میں وہاں سے بَری ہوا

الزام مجھ پہ قتل کا تھا سخت تھا یہ کام<br>
تھا ایک پادری کی طرف سے یہ اتّہام

جتنے گواہ تھے وہ تھے سب میرے برخلاف<br>
اِک مولوی بھی تھا جو یہی مارتا تھا لاف

دیکھو یہ شخص اب تو سزا اپنی پائے گا<br>
اب بِن سزائے سخت یہ بچ کر نہ جائے گا

اتنی شہادتیں ہیں کہ اب کھل گیا قصور<br>
اب قید یا صلیب ہے ایک بات ہے ضرور

بعضوں کو بد دُعا میں بھی تھا ایک انہماک<br>
اتنی دعا کہ گھس گئی سجدے میں اُن کی ناک

القصّہ جہد کی نہ رہی کچھ بھی انتہا<br>
اِک سُو تھا مگر ایک طرف سجدہ و دُعا

آخر خدا نے دی مجھے اُس آگ سے نجات<br>
دشمن تھے جتنے اُن کی طرف کی نہ التفات

سب جد و جہد و سعی اکارت چلی گئی<br>
کوشش تھی جس قدر وہ بہ غارت چلی گئی

کیا ”راستی کی فتح“ نہیں وعدۂ خدا<br>
دیکھو تو کھول کر سخنِ پاک کبریا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 23-22)

# لوائے فتح یعنی فتح کا جھنڈا

(صفدر نذیر جاوید گولیکی اورنج ول کینیڈا)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے انبیاء کو دنیا کی راہنمائی کے لیے جب بھیجتا ہے تو ان کی سچائی کے لیے بے شمار نشانات ظاہر کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانے کے لیے مسیح و مہدی بن کر آئے اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی دنیا پر ظاہر کرنے کے لیے بے شمار نشانات اور دلائل عطا فرمائے اور پھر ہر نشان پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں نے ان نشانات کی سچائی پر اپنی گواہی ثبت کی کہ اک نشان کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار آپ کو اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے نشانات عطا فرمائے آپؑ کو انذاری اور تبشیری پیشگوئیاں عطا فرمائیں کچھ تو آپ کی زندگی میں پوری ہوگئیں کچھ آپ کی زندگی کے بعد تا قیامت پوری ہوتی رہیں گی اور ایمان والوں کے دلوں کو گرماتی رہیں گی۔ ان سچائی کے انگنت نشانات میں سے ایک نشان اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ الہام بھی ہے جس کے 216 ممالک کے باشندے آج تادم تحریر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی تھی کہ لوائے فتح یعنی فتح کا جھنڈا (تذکرہ ص308)

اسی طرح اس جھنڈے کی خبر آپ نے اپنے فارسی اشعار میں یوں دی کہ

رسید مژده زغیم ،که من ہما که مردم
که اُومجدد این دین و رہنما باشد
لوائے ما پنه ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

مجھے غیب سے یہ خوشخبری ملی ہے کہ میں وہی انسان ہوں جو اس دین کا مجدد اور راہنما ہے۔ ہمارا جھنڈا ہر خوش قسمت کی پناہ ہوگا اور کھلی کھلی فتح کا شہرہ ہمارے نام ہوگا۔

(تریاق القلوب ص1 تا 8 مطبوعہ 1902ء)

آنحضرت ﷺ کے خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہ نے بھی اس جھنڈے کی سینکڑوں سال پہلے خبر دی تھی۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا: یظھر صاحب الرایة المحمدیة و الدولة الاحمدیة (ینابیع المودة جلد 3 ص 58 از علامہ شیخ سلیمان المعروف خواجہ کلاں متوفی 1877ء مطبع العرفان صیدا لبیروت) یعنی مہدی موعود جو پرچم محمدی کا علمبردار ہوگا مملکت احمدیت کا جھنڈا لے کر ظہور کرے گا۔

یہ خبر 1939ء کے جلسہ خلافت سلور جوبلی کے موقعہ پر کمال شان سے پوری ہوئی جب حضرت مصلح موعود نے پہلی بار لوائے احمدیت کی پرچم کشائی کی۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ پرچم پر اسمعوا و اطیعوا کے الفاظ ہوں گے یہ کشفی زبان میں اس عہد کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے بلکہ اس کا خلاصہ ہے جو سیدنا مصلح موعود نے سلور جوبلی کے موقع پر لوائے احمدیت لہرانے کے بعد شمع احمدیت کے پروانوں سے لیا تھا۔

(روزنامہ الفضل 21 مارچ 2016ء ص19)

## امن اور سلامتی کا جھنڈا

جھنڈا امن کا نشان بھی ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے جو تشریح فرمائی تھی کہ وہ آکر جنگوں کا خاتمہ کرے گا حضرت مسیح موعودؑ وہ جھنڈا لے کر آئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت میں یہ جھنڈا امن کا

بنایا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی دو شانیں تھیں آپ کی ایک محمدی شان ہے جو جلال کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اسی طرح دوسری احمدی شان ہے جو جمال کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد دوسری شان کے تحت تھی۔ اسی لیے آپ کا نام احمد رکھا گیا چونکہ شان احمدیت ظاہر ہونی تھی اس لیے وہ امن کا جھنڈا لے کر آئے باقی اگر کوئی اس سے سیاسی مفاد یا عزائم کا سوال ہے تو اس کا جواب حضرت مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے یہ ہے۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

قرآن اور آنحضرت ﷺ کی سنت میں جماعت کام کرتی ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی جھنڈا بنایا تھا لیکن وہ اس وقت اس زمانے کے حالات کے مطابق تھا وہ جھنڈا جلالی شان کا مظہر تھا مگر آج امن کی خاطر اور جمالی شان کے اظہار کے لیے جھنڈا بنایا گیا ہے۔ اور اس پر قرآنی آیت وَلقد نَصَرَ کُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَ اَنتُم اذلۃ تحریر ہے۔

اس وقت دنیا کے کل 216 ممالک پر لوائے احمدیت لہرا رہا ہے۔ بعض معترضین نے اعتراض کیا کہ چھوٹے بڑے ممالک کی تعداد 190 بتائی جاتی ہے۔ حضورِ انور نے 6 اکتوبر 2017ء کے خطبہ جمعہ کے آخر پر فرمایا آج 210 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہے ممالک کی تعداد پر لوگ کہتے ہیں کہ یو این او میں شامل ممالک کی تعداد 190 ہے اور شاید 210 ممالک دنیا میں ہیں ہی نہیں تو یہ بات غلط ہے دنیا میں قریباً 220 ممالک ہیں گزشتہ دنوں بی بی سی پر میچ کے حوالے سے خبر دی گئی کہ یہ میچ 220 ممالک میں دیکھا جائے گا تو گویا بی بی سی کے مطابق بھی جہاں ان کی آواز پہنچ رہی ہے 220 ممالک بنتے ہیں۔ لیکن جب خاکسار نے انٹرنیٹ پر سی آئی اے فیکٹ بک میں ممالک کی تعداد دیکھی تو وہ 260 تھی یہ لسٹ میں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کی تو حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

جن ممالک میں احمدیت کا جھنڈا گاڑا جا چکا ہے ان کی تعداد 216 کے قریب ہے۔ اگر 216 ممالک کی فہرست دی جائے تو اس کے لئے بھی صفحات درکار ہیں بہرحال بتانا یہ مقصود ہے کہ احمدیت کا جھنڈا کئی ذرائع سے گاڑا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے دنیا میں جاری تمام وسائل احمدیت کی ترقی و ترویج کے لئے اللہ کریم نے لگا دئے ہیں اور روزانہ لوگ دنیا میں اس سچی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں، الحمد للہ اے جوانوں کے جوان انصار بھائیو اُٹھو اور اس جھنڈے کو بلند سے بلند کر دو اور اس کام کے لئے جان، مال، عزت، اولاد، وقت سب کچھ قربان کر دو فتح ہماری ہے دشمن ناکام ہو گا انشاءاللہ

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ جنوری 2024ء میں یمن کے احمدیوں اور دنیا کے عمومی حالات کے لیے دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

دعاؤں میں آجکل یمن کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں، وہ آجکل کافی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ اسی طرح مسلم امہ کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں بھی اکائی اور وحدت پیدا کرے اور عقل اور سمجھ دے۔ دنیا کے عمومی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

# زاویہ نگاہ

تحریر: شیخ سعید

"شرائط بیعت درحقیقت اپنے آپ کو تج کر کے دینی و دُنیوی لحاظ سے آخرت میں کامیابی کا بام عروج حاصل کرنے کا پروگرام ہے۔"

ہم اکثر احمدی ہر سال کم از کم ایک مرتبہ تو لازمی 10 شرائط بیعت دہراتے ہیں۔ اور یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کیلئے 10 شرائط کا عہد باندھ کر بیعت کرنا لازمی ہے۔ کمزور سے کمزور احمدی نے بھی اپنی زندگی میں کبھی نہ کبھی 10 شرائط کا عہد باندھا ہوگا۔ لیکن کیا آپ کو یاد ہے کہ اس عہد کا حقیقی مقصد کیا ہے؟

بیعت کا حقیقی مقصد اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کہ وہ احمدی جس نے (کلمہ شہادت یعنی) خدائے لاشریک اور آنحضرت محمد ﷺ کی گواہی دیتے ہوئے 10 شرائط بیعت کے مفہوم، مطالب سمجھتے ہوئے اب اپنے آپ کو اُس سلسلہ احمدیہ کے ساتھ منسلک کر دیا ہے جو انیسویں صدی کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کے قدیم نوشتوں کے مطابق قائم ہوا ہے تا کہ حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو تج کر کے دینی و دُنیوی لحاظ سے بام عروج حاصل کر کے آخرت میں کامیاب ہو سکے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اِس دُنیا کے بارے میں فرمایا: وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ آیت 65) ترجمہ: "اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشہ کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے۔ کاش کہ وہ جانتے۔" خدا تعالیٰ کی مندرجہ بالا ہدایت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے تمام ذہنی، مالی، معاشرتی، سیاسی، سماجی یا کسی بھی دُنیاوی امر سے متعلق مسائل اُسی وقت پیدا ہوتے ہیں یا اُسی وقت بڑھتے ہیں کہ جب ہمارے دل سے "آخرت" کی کامیابی کا خیال نکل جاتا ہے۔

10 شرائط بیعت درحقیقت تعلیماتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بنیادیں فراہم کرتے ہوئے ہمیں دُنیا کو خادم اور غلام بنانے کیلئے تیار کرتی ہیں۔ یہ دورِ آخرین میں پیدا ہونے والوں کا تعلق باللہ قائم کر کے دورِ اوّلین سے ملانے کا راستہ بجلی کی سرعت کیساتھ طے کرواتی ہیں۔

بیعت آخرت میں کامیابی کیلئے ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا تمام اثاثہ، اہلیت اور خداداد صلاحیتیں ہماری نہیں رہتی ہیں یہ سب تو ہم نے تج دیا۔ ہماری کشتی کا مالک تو اب امام وقت ہے۔ جو ہمیں کامیابی کے علاوہ کچھ اور نہیں دیتا۔ ناکامیاں اور نامرادیاں تو ہماری اپنی غلطی کی وجہ سے اُس وقت ہوتی ہیں جب ہم آخرت کی نسبت دُنیا کی زندگی کو اہمیت دینے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انسانوں سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ O(سُوْرَةُ التَّوْبَةِ آیت 38) ترجمہ: کیا تم آخرت کی نسبت دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے ہو؟ پس دنیا کی زندگی کی متاع آخرت میں کچھ (ثابت) نہ ہو گی مگر بہت تھوڑی۔

کینیڈا میں ہر سال درختوں کے پتے زرد ہوتے ہیں اور پھر ایک ایک کر کے درختوں کو چھوڑتے ہوئے ہمیں یاد کرواتے ہیں کہ یہ دُنیا عارضی ہے۔جس طرح پتے درختوں کو چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح ہمیں بھی ایک روز اس دُنیا کو چھوڑ کر جانا ہے۔ پس! ہمیں اپنے حقیقی مقصد کو چھوڑنا یا اُس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد انصار اللہ آخری درجہ ہے۔اس مقام پر پہنچ کر انصار کہلانے کے باوجود اگر کوئی اپنی آخرت کی بہتری کی طرف توجہ دینے کے بجائے دُنیاوی کاموں کو زیادہ اہمیت دے رہا ہو تو کیا ایسی صورت میں ہم کامیابیء آخرت کیلئے توقع کر سکتے ہیں؟حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”غرض اس بیعت سے جو میرے ہاتھ پر کی جاتی ہے دو فائدے ہیں۔ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے۔دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو کیونکہ دنیا تو گزرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گزر جائے گی۔ شب تنور گزشت و شب سمور گزشت۔دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد الگ رکھو۔ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔“(البدر 9 اکتوبر 1903 ملفوظات جلد ششم صفحہ 145)

ہم میں سے ہر شخص کو ہر شرط بیعت کا ایک ایک لفظ بغور پڑھنا، سمجھنا اور پھر یاد کر کے اُس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اس سے زیادہ محرومی کیا ہوگی کہ ہم دودھ کی نہر کے پاس ہوں اور اُس سے فائدہ نہ اُٹھائیں۔انصار اللہ کے درجہ پر پہنچ کر بھی اگر کسی کو شرائط بیعت کی اہمیت نہ محسوس ہو تو یہ انتہائی بدقسمتی ہوگی۔ہم میں سے اکثر ساتھیوں نے ڈرائیونگ لائسنس لیا ہے جو اس امر کی تصدیق ہے کہ اُس نے ڈرائیونگ قوانین کو پڑھ کر، سمجھ کر اور عمل کر کے اُن کو یاد کرنے کی سند حاصل کی ہے اسی طرح یہ دس شرائط بیعت وہ قوانین ہیں جن سے انسان کو اخروی زندگی کی راہ پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تمام شرائط انسان کو مامور کی اطاعت کے بلند ترین مقام پر فائز کر کے آخرت کی لازمی کامیابی کی جانب بڑھاتی ہیں۔

ان دس شرائط کے مقام کو بیان کرنے کیلئے خاکسار آپ کے سامنے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درج ذیل الفاظ پیش کرتا ہے: ”تم اقرار کر رہے ہو کہ آنے والے مسیح کو ماننے کا خدا اور رسول کا حکم ہے اس لئے یہ تعلق اللہ تعالیٰ کی خاطر قائم کر رہا ہوں۔اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور اسلام کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے، پھیلانے کے لئے رشتہ جوڑ رہے ہیں۔اس لئے یہ تعلق اس اقرار کے ساتھ کامیاب اور پائیدار ہو سکتا ہے جب معروف باتوں میں اطاعت کا عہد بھی کرو اور پھر اس عہد کو مرتے دم تک نبھاؤ۔ اور پھر یہ خیال بھی رکھو کہ یہ تعلق یہیں ٹھہر نہ جائے بلکہ اس میں ہر روز پہلے سے بڑھ کر مضبوطی آنی چاہئے اور اس میں اس قدر مضبوطی ہو اور اس کے معیار اتنے اعلیٰ ہوں کہ اس کے مقابل پر تمام دنیاوی رشتے، تعلق اور دوستیاں ہیچ ثابت ہوں۔ایسا بے مثال اور مضبوط تعلق ہو کہ اس کے مقابل پر تمام تعلق اور رشتے بے مقصد نظر آئیں۔ پھر فرمایا کہ یہ خیال دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ رشتہ داریوں میں کبھی کچھ لو اور کچھ دو، کبھی مانو اور کبھی منواؤ کا اصول بھی چل جاتا ہے۔تو یہاں یہ واضح ہو کہ تمہارا یہ تعلق غلامانہ اور خادمانہ تعلق بھی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہئے۔تم نے یہ اطاعت بغیر چون و چرا کئے کرنی ہے۔کبھی تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہ کہنے لگ جاؤ کہ یہ کام ابھی نہیں ہو سکتا، یا ابھی نہیں کر سکتا۔جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے،ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔اور آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفہء وقت کے احکامات کی،ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کا کام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں۔اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اور اللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔تو قربانی کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتا ہے۔تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔“ (شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں صفحہ 168 اور صفحہ 169 پبلشر: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن) ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ ان شرائط بیعت پر اتنی توجہ اور اہمیت دے رہے ہیں جتنی ڈرائیونگ لائسنس کیلئے قوانین کو یاد کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی طرف توجہ دی تھی۔

قصہ کوتاہ! جو گزر گیا، سو گزر گیا۔گیا وقت ہاتھ آتا نہیں۔لیکن آج آپ کے سامنے ہے۔نیا سال ہمیں نئے جوش و جذبہ اور لگن کے ساتھ اپنے آپ کو تبدیل کرنے کیلئے دعوت دے رہا ہے کہ 10 شرائط بیعت روحانی نشو نما اور اللہ تعالیٰ سے دین و دُنیا کیلئے بے پناہ برکتیں اور انعامات حاصل کرنے کیلئے مختصر ترین نسخہ ہے جن کا عامل نیک روحوں کیلئے ایک ایسا چلتا پھرتا مقناطیس بن سکتا ہے کہ جس کی کشش سے ایسی روحوں والے خود بخود خدمتِ انسانیت اور اسلام کی طرف کھنچے چلے آئینگے۔ انشاء اللہ ۔آیئے تمام تر کمزوریوں کے باوجود دعاؤں کیساتھ آج سے ایسی جدوجہد کریں جو بحثیت احمدی مسلمان خصوصاً ممبر انصار اللہ ہم سب پر فرض ہے۔
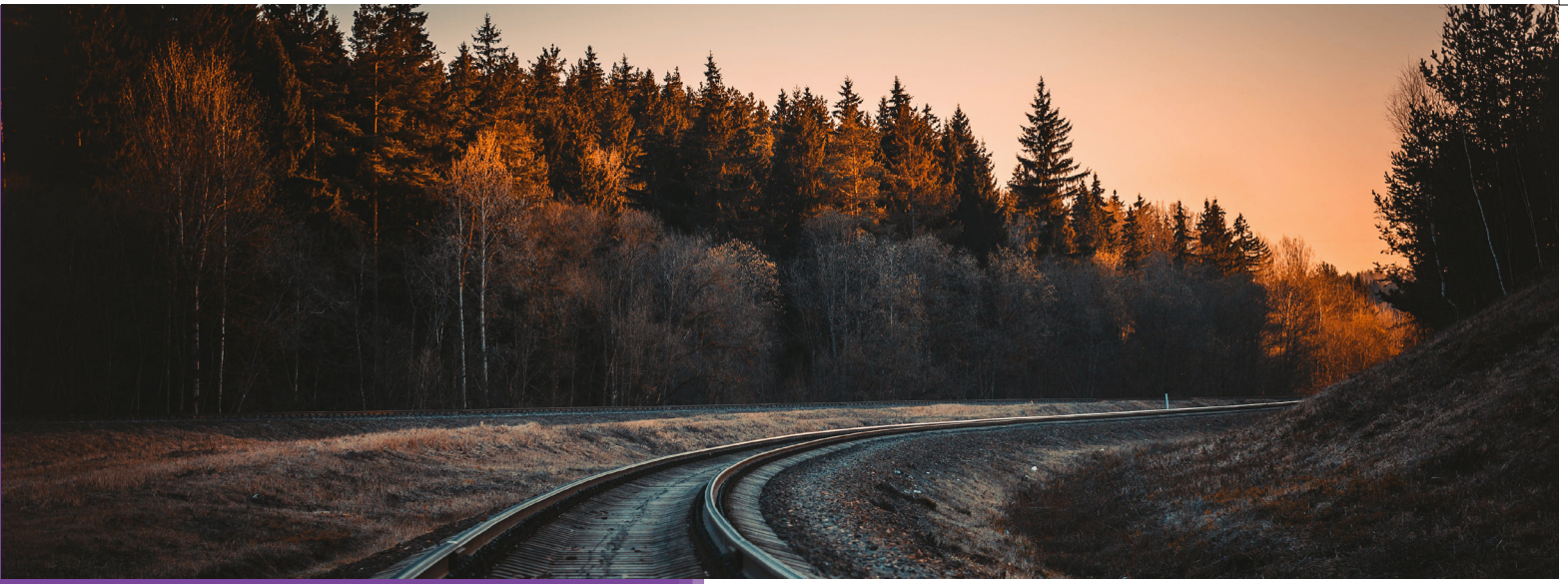
# یادِ رفتگان

## مکرم ومحترم محمد نذیر صاحب

(جمشید رشید۔ زعیم انصار اللہ آٹو اہ ویسٹ)

خاکسار کے تایا محترم محمد نذیر صاحب مورخہ 28/اپریل 2021ء بمطابق 15/رمضان المبارک اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی پیدائش 6/جنوری 1945ء کو ہوئی۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ ہمارے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ہمارے دادا مکرم مستری محمد عبد اللہ صاحب مرحوم کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف پایا۔ تایا جان ویسے تو فارمیسی ٹیکنیشن تھے لیکن محکمہ موسمیات میں بطور پروفیشنل اسسٹنٹ کے عہدہ پر فائز رہے۔ اپنی 42 سالہ سروس نہایت ایمانداری سے کی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ آپ نے ایک میڈیکل سٹور پر کام کیا۔ آپ کے اخلاص اور ایمانداری کو دیکھتے ہوئے سٹور کے مالک نے آپ کو کیشیئر کی ذمہ داری سونپ دی۔ آپ کی دیانتداری اور حساب کتاب کے مکمل اور صحیح اندراج کی وجہ سے پہلے مہینہ میں 4 لاکھ کا نفع ہوا اور اس نفع کے عوض آپ کو کچھ رقم بطور بونس کے ملی جس سے آپ نے روحانی خزائن اور تفسیر کبیر کے مکمل سیٹ خریدے۔

آپ کی بُہت خواہش تھی کہ آپ کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ احمدیہ کی خدمت کریں لہذا آپ نے دارالذکر لاہور میں امارت ضلع لاہور کے دفتری کاموں کی خدمت احسن رنگ میں سر انجام دینے کی توفیق پائی۔ کسی قسم کا کوئی جماعتی سرکلر آتا تو اس کام کو فوراً پایۂ تکمیل تک پہنچاتے۔ اسی طرح آپ کو تقریباً 30 سال بطور جنرل سیکرٹری حلقہ، 6 سال بطور زعیم اعلیٰ انصار اللہ اور 3 سال بطور صدر حلقہ سلطان پورہ، مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور زعیم حلقہ اور قائد مجلس خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نے ہمیشہ ہی اعلیٰ صبر کا نمونہ دکھایا بعض اوقات کچھ افراد سخت بول جاتے لیکن آپ نے ہمیشہ مسکرا کر جواب دیا۔ آپ کہا کرتے تھے ”وہ شخص پتہ نہیں کتنا پریشان ہوگا جو ایسے بات کر کے گیا۔“

سانحہ 28/مئی 2010ء میں آپ دارالذکر میں ایک ایسی جگہ پر تھے جہاں سب سے زیادہ شہادتیں ہوئیں۔ آپ شہداء کے نیچے دب گئے تھے۔ آپ کو گرنیڈ کے تین ذرے لگے جن میں ایک سینہ پر اور دوسر پر لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزاتی طور پر محفوظ رکھا۔ آپ کی دینی غیرت جوش وجذبہ ایسا تھا کہ سانحہ سے اگلے دن جب آپ بیت الذکر میں نماز کے لیے جانے لگے تو بیٹی نے روکنے کی کوشش کی تو آپ نے کہا کہ ہم نے ہی اپنی مساجد کو آباد کرنا ہے ورنہ وہ لوگ تو کامیاب ہوجائیں گے۔ سانحہ کے اگلے دن امیر صاحب جماعت احمدیہ ضلع لاہور مکرم ومحترم ملک طاہر احمد صاحب کا پیغام موصول ہوتے ہی دفتر جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس وقت ان کے چہرے پر کسی قسم کا خوف نہیں تھا جس سے یہ کہا جائے کہ آپ ایک دن پہلے ایک قیامت خیز سانحہ سے گزرے ہیں۔

فارمیسی ٹیکنیشن ہونے کی وجہ سے آپ کو دور دراز جگہوں پر میڈیکل کیمپس میں جانے کی بھی توفیق ملی یہ سلسلہ بھی تقریباً 13 سال تک جاری رہا۔ رات دیر گئے اگر کوئی مریض گھر آتا تو بہت خوش اخلاقی سے پیش آتے کبھی کسی سے شکوہ نہیں کیا۔ کسی بھی میڈیکل کیمپ پر جانے سے کبھی انکار نہیں کیا۔

آپ خلافت کے شیدائی تھے۔ آپ نے اپنی تمام اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ خطبہ جمعہ سے آدھا گھنٹہ پہلے ایم ٹی اے لگایا کرتے تھے۔ مجالس عرفان دِکھانا آپ کا معمول تھا۔ اپنے بچوں کو حضور انور کی خدمت میں دُعائیہ خطوط لکھوایا کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں گھر میں جلسہ کا ماحول بنا کر تمام پروگرام سب گھر والوں کو براہ راست دکھاتے اور گھر میں جلسوں کی طرز کا ہی کھانا پکواتے۔ آپ کو قرآن کریم سے بہت لگاؤ تھا، اپنے بچوں میں صبح تلاوت کرنے کی عادت ڈالی۔ تلاوتِ قرآن کریم کا جوش رمضان المبارک میں پہلے سے زیادہ بڑھ جاتا۔ رمضان میں کم از کم قرآنِ مجید کے تین دور لازمی کرتے۔ رمضان المبارک میں جو بچہ جتنے سپارے یا جتنے دور مکمل کرتا عید پر اس کو اسی حساب سے انعام دیتے۔

کسی قسم کی دنیاوی لالچ نہ تھی۔ سادگی کی انتہا یہاں تک تھی کہ اپنے جوتے کی مرمت خود کرتے۔ اپنی بیالیس سالہ سروس میں سائیکل پر ہی دفتر جایا کرتے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد دارلذکر بھی سائیکل پر جاتے اور دفتر سے آنے کے بعد پورے حلقہ کا دورہ کرنے سائیکل پر نکل جاتے۔ اسکی صفائی اور مرمت خود کرتے، جوتے خود پالش کرتے۔ بہت صفائی پسند تھے، صاف اور سادہ لباس پہنتے۔

انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے خود بھی سنتے اور اپنے بچوں کو بھی سنواتے۔ خلافت سے بے انتہا لگاؤ اور محبت تھی۔ مرحوم مالی قربانی میں بھی بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ واقفین زندگی کی بہت قدر و عزت کرنے والے تھے۔ اسی طرح مہمان نوازی کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مرحوم کو ایک لمبا عرصہ بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ اپنی ذمہ داریوں کو نہایت احسن طریق سے ادا کرنے والے تھے۔

محترم والد صاحب کو اختلافی مسائل پر مع حوالہ جات قرآن و حدیث کے عبور حاصل تھا۔ عمومی طور پر علاقہ حاصل پور میں بڑا اثر و رسوخ تھا۔ ان کے پسماندگان میں ہماری والدہ محترمہ کے علاوہ ہم آٹھ بہن بھائی ہیں۔ ان میں سے دو وان نارتھ میں اور دو وان ساؤتھ میں رہتے ہیں۔ خاکسار جو بڑا بیٹا ہے کو نیپال میں بطور نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری دعوت الی اللہ خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے علاوہ ایک بیٹے مکرم مدثر احمد صاحب کو سیکرٹری تحریک جدید 192 مراد خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

## والد محترم چوہدری محمد یعقوب سہگل صاحب مرحوم

(محمد یونس۔ وان نارتھ)

خاکسار کے والد محترم چوہدری محمد یعقوب سہگل صاحب صدر جماعت 192 مراد تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور مورخہ 15 مئی 2019ء کو وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ 1956ء میں اپنے والد کے ہمراہ دس سال کی عمر میں خود بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔ خدام الاحمدیہ میں شامل ہوتے ہی قائد منتخب ہوئے، انصار اللہ کی عمر کو پہنچنے تک مسلسل قائد مجلس کے طور پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ 1982ء تا 1986ء صدر جماعت 192 مراد ضلع بہاولپور خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔ 17 / جون 2005ء سے نومبر 2005ء تک دفعہ 295 اور 295B کے تحت اپنے بیٹے، داماد اور دیگر رشتہ داروں کے ہمراہ اسیر راہ مولیٰ رہے۔ مرحوم ایک نڈر داعی الی اللہ تھے اور تبلیغ کا بہت شوق تھا اسیری کے دوران قیدیوں کو دعوت الی اللہ کرنے کے نتیجے میں دو لوگوں کی بیعت کروانے کی سعادت حاصل ہوئی الحمد للہ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے ساتھ ساتھ تہجد کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ تھے۔ حضور

# زاوية العرب

## آية قرآنية عن ليلة القدر

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر: ٤)

## حديث شريف عن فضل الصيام

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَقُومُونَ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ

(صحيح البخاري، كتاب الصوم)

## من كلام الإمام المهدي "حقيقة الصيام"

ثالث أركان الإسلام هو الصيام، ولكن الناس يجهلون حقيقة الصيام.... من فطرة الإنسان أنه كلما كان قليلَ الأكل كان أكثرَ حظًّا من تزكية النفس وازدادت فيه قوى الكشف. فالله تعالى يريد بالصيام أن نقلِّل من غذاء ونُكثِر من آخر. يجب على الصائم أن يتذكر دائما أن الصوم لا يعني الجوع فقط، بل عليه أن يشتغل في ذكر الله تعالى حتى يتيسر له التبتل والانقطاع إليه عز وجل. فليس الصوم إلا أن يستبدل الإنسان بالغذاء الذي يساعد على نمو الجسم فقط غذاء آخر تشبع به الروح وتطمئن".

(تفسير المسيح الموعود عليه السلام، قوله تعالى (كتب عليكم الصيام))

# في رحاب التفسير

من التفسير الكبير لحضرة الحاج مزرا بشير الدين محمود أحمد رضى الله عنه ، الخليفة الثاني للمسيح الموعود عليه السلام)

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرة:185)

التفسير:

ينصح الله بأن من يكون مريضا أو على سفر فلا يصُمْ في مرضه أو سفره، بل يسد هذا الفراغ في أيام أخرى.

لقد رأيت بالتجربة أن هناك إفراطا وتفريطا عند المسلمين بصدد الصيام. فهناك بعض المثقفين الذين لا يؤمنون ببركات رمضان، ويتركون الصوم بدون مرض أو عذر شرعي. وعلى النقيض.. هناك من المسلمين من يحصرون الإسلام في الصيام، ويتوقعون من كل شخص، وإن كان مريضًا أو ضعيفًا أو شيخًا هرمًا فانيًا أو طفلاً صغيرًا أو سيدة حاملاً أو مرضعة أن يصوم في كل حال، وإن زاده الصوم مرضًا أو أضر بصحته. كلا الفريقين واقع إما في الإفراط أو التفريط. إن الإسلام لا يريد أبدا أن يُبعد الإنسان عن طريق نجاحه وفلاحه. لو كانت الشريعة غرامة لاضطر كل شخص لتحملها، سواء قدر عليها أم لم يقدر كغرامات الحكومات. إذا فرضت الحكومة على شخص غرامة فلا تنظر هل يستطيع أداءها أم لا، وإنما تطالبه بأدائها وإن اضطر إلى بيع داره أو إلى الجوع والدَّيْن. ولكن يتجلى من القرآن أن الأحكام الإسلامية ليست غُرما، وإنما هي لفائدة الإنسان ولمنفعته، وينال بالعمل بها راحة وتنفتح أمامه طرق رقيه. إن الأديان التي تعتبر الشريعة غرامة لا بد لأتباعها من العمل بأوامرها مهما حدث، ولكن الدين الذي لا يستهدف إلا منفعة الإنسان، فإنه -عند العمل بأحكامه -يُقارَن بين ما ينفع ويضر، ويُختار ما نفْعه أكثر. ولذلك فإن الإسلام قيَّد كل أحكامه ببعض الشروط، وإذا توافرت في أحد عمل بها، وإن لم تتوافر تركها فهو معذور. ولم يضع الإسلام هذه الشروط في العبادات البدنية فقط، بل في العبادات المالية أيضا مثل الزكاة، وفيما يهدف إلى التضحية من أجل الشعب، وإلى الاتحاد والتواصل مثل الحج. فالحج مشروط بتوافر المال والصحة والأمن؛ والزكاة مشروطة بتوافر مقدار معين من المال يزيد على حاجاته ويبقى عنده لسنة؛ والصلاة مشروطة بالصحة، فيصلي المرء جالسا إذا لم يستطع القيام، أو مستلقيا إذا لم يستطع الجلوس.

كذلك اشترط الإسلام لصيام رمضان أن لا يكون الإنسان مريضا.. سواء كان قد أصيب بالمرض فعلا، أو يتهدده المرض إن صام. كما في حالة الحامل أو المرضع، أو الشيخ الفاني الذي تدهورت قواه، أو الطفل الصغير الذي في طور النمو.. فعلى كل هؤلاء ألا يصوموا. إن صوم المسافر أو المريض لغوٌ كصوم الحائض، من ذا الذي لا يعرف أن الحائض إذا صامت فليس فيه أي حسنة، بل هو جهل وغباء. كذلك صوم المريض أو المسافر ليس حسنة. كذلك ليس من البر أن يصوم شيخ هرم اضمحلت قواه ويحول الصوم دون قيامه بأشغال الحياة الأخرى. كذلك ليس من الحسنة صوم طفل تنمو قواه، ويدخر جسمه من الطاقة والقوة ذخيرة

تكفيه لخمسين أو ستين سنة قادمة في حياته. ولكن القادر على الصوم بمعنى الكلمة..إذا لم يصم فهو آثم. ولنعلم أن الشريعة الإسلامية قد منعت الصغار الذين هم في سن صغير جدا من أن يصوموا، ولكن إذا أوشكوا على البلوغ وجب تدريبهم على بعض الصيام. إن سيدنا المهدي والمسيح الموعود عليه السلام قد سمح لي بالصوم -فيما أذكر -عندما كنتُ في الثانية أو الثالثة عشرة من عمري. ولكن بعض الحمقى يُكرهون صغارهم على الصوم وهم في السادسة أو السابعة من عمرهم. ويظنون أن هذا عمل صالح. هذا ليس عمل ثواب وإنما ظلم. هذا السن سن نموهم. نعم عندما يوشكون على سن البلوغ والصوم يجب تدريبهم على الصيام. ولو نظرنا إلى إذْن وسُنة سيدنا المهدي.. فالسّن المناسب لذلك هو الثاني أو الثالث عشر. فيجب أن يصوموا عندئذ بضعة أيام في كل رمضان.. إلى أن يبلغوا الثامنة عشرة -وهو سن البلوغ عندي. أتذكر أن سيدنا المهدي سمح لي بالصوم ليوم واحد في أول مرة. في هذا السن يكون عند الصغار شوق للصيام. ويريدون أن يصوموا أكثر من يوم، ولكن من واجب الآباء أن يمنعوهم من ذلك. ثم يأتي سن يجب فيه على الآباء أن يشجعوهم على صيام بضعة أيام، ويراقبوهم حتى لا يتجاوزوا الحد. وكذلك يجب على الآخرين أن لا يعترضوا على الصغار ويقولوا لماذا لا يصومون؟ فهذا الصغير لو صام في هذا السن الباكر لم يقدر على الصوم عندما يكبر. ثم إن بعض الأطفال ضعيفي البنية والخلقة. ولقد رأيت بعض الأطفال يأتون مع آبائهم لزيارتي، ويخبرني الأب أن الطفل في الخامسة عشرة مثلا من عمره.. مع أنه يبدو ابن سبع سنوات. أرى أن مثل هذا الطفل لا يبلغ سن الصيام إلا قريبا من الحادي والعشرين. وعلى النقيض يكون هناك بعض الأطفال الأقوياء الذين يبدون في الثامنة عشرة من عمرهم بينما في الحقيقة هم في الخامسة عشرة. ولو أن هؤلاء أخذوا بظاهر كلماتي، وقالوا إن سن الصوم هو الثامنة عشرة، فإنهم لا يظلمونني، ولكن أنفسهم يظلمون. وكذلك لو أن أحدا عاب صغير لم يصم صوما كاملا.. فلا يظلم إلا نفسه.

على الإنسان أن يكون حذرا في هذه الأمور، فينتهي حيث ينهاه الشرع ويعمل بما يأمر به الشرع. ولكن المسلمين في هذه الأيام قد تركوا جادة الاعتدال، فبعضهم لا يصومون إطلاقا، والبعض الآخر يواظبون على الصوم لدرجة أنهم يرون الصوم ضروريا حتى في السفر والمرض. وبعضهم يتشددون فيه، فيجبرون الصغار على الصوم، ولو أرادوا الإفطار قبل الغروب فلا يسمحون لهم بذلك. وهناك أحداث عديدة صام فيها الصغار في سن السابعة أو الثامنة، وراقبهم آباؤهم حتى لا يفطروا، فماتوا من شدة الجوع. ولا شك أن من واجب الآباء أن يولدوا في قلوب الصغار أدبا واحتراما للصيام، ويخبروهم أنهم إذا لم يستطيعوا إكمال الصوم فعليهم ألا يصوموا. ولكنهم إذا صاموا وراقبهم آباؤهم حتى لا يفطروا وإن أوشكوا على الموت.. فهذا ظلم شنيع ومخالفة صريحة لتعاليم الإسلام.

وعلى جانب آخر هناك فئة لا تؤمن بضرورة الصيام وخاصة المثقفين منهم. أتذكر جيدا أنني في زمن سيدنا المهدي قرأت في الجرائد أن شخصا من تركيا أو مصر يزور الهند، ويقول في خطاباته أن الرسول صلى الله عليه وسلم لو كان في هذا الزمن لغيّر شكل الصيام، فلنغيّر معالم الصوم الآن.. لأن الزمن قد تغير. وكان يقترح ألا يأكل الصائم الخبز. ولكن يُسمح له بأكل الكعك والبسكويت وغيره!

فهناك إذن طبقة من المسلمين مالت إلى الإفراط، وطبقة أخرى مالت إلى التفريط.. مع أن الإسلام دين الوسط. فإذا كان يسمح للمسافر والمريض بألا يصوما

في السفر أو المرض.. فإنه يفرض على المسلم البالغ الصحيح أن يصوم شهر رمضان، ويقضي هذه الأيام المباركة في عبادة الله وتسبيحه وتحميده وتلاوة القرآن الكريم والأدعية والذكر ليحظى بقرب الله تعالى. على أية حال، فإن الشرع الإسلامي قد أكد على الصيام أيما تأكيد، وكما أنه لا يجوز التشدد في الصيام كذلك لا يجوز الاستهانة به. إذن، فعلينا ألا نتشدد فنزهق الأرواح والنفوس، وكذلك يجب ألاّ نتهاون فيه بما يُعتبر هتكا للصيام وتنصُّلا من أداء الواجب بمختلف الأعذار.

قد رأيت أن بعض الناس لا يصومون بحجة أن الصوم يسبب لهم ضعفا، وبعضهم يقولون لو صاموا يصابون بالإسهال.. مع أن هذه الأعذار لا تكفي للإعفاء من الصوم. ما لم يُصب الإنسان بالإسهال بسبب الصيام يجب أن يصوم، وعندما يصاب بالإسهال يتوقف عن الصوم. وحجة الضعف أيضا ليست مقبولة، وإنما يمكن أن يترك الإنسان الصوم بسبب ضعف يوافق عليه الطبيب ويُعفى به من الصوم. وإلا فإن بعض الناس ضعفاء على الدوام، فهل لا يصومون أبدا؟ كنت في الثالثة من عمري عندما أُصبت بالسعال الديكي، ومنذ ذلك الوقت لا تزال صحتي متأثرة. ولو كان مثل هذا الضعف يجيز ترك الصوم لم تكن أمامي فرصة لصوم يوم واحد طيلة حياتي. إن الضعف الذي يتخذونه مبررا لترك الصيام ما فُرض الصيام إلا لتدريبهم على تحمل نفس هذا الضعف. فمثلهم كمثل الذي يقول إن القرآن يقول: إن الصلاة تنهى عن الفحشاء والمنكر، وأنا لا أصلي لأن الصلاة سوف تضطرني لترك الفحشاء والمنكر! الغاية والهدف من الصيام هو أن يتدرب الإنسان على تحمل الشدائد ويتعوّد على التغلب والضعف.. وإلا لكان لكل امرئ أن يمتنع عن الصوم قائلا: لا يمكن أن أصوم لأني أصاب بشدة الجوع والعطش. هل يتوقع الصائم أن الملائكة سوف تملأ بطنه طوال اليوم بالشّواء؟ كلا، بل كلما يصوم يضطر لتحمل شدة الجوع والعطش ويصاب بشيء من الضعف؟ مما لا شك فيه أن للصوم حِكما أخرى منها أن الصائم يلتفت بصيامه إلى إعانة الفقراء والجياع، ولكن لا يصوم الإنسان كي يتعرض للمشقة والضعف، وإنما يصوم ليتعوّد على تحمل هذه المشقة والضعف. فليس من الجائز أن يترك الإنسان الصوم خوفا من الضعف، إلا أن يكون قد بلغ سن الشيخوخة، أو أن الطبيب يعتبر ضعفه مرضًا.

إلا أن القرار بضعف أحد لا يؤخذ بظاهر صحته وبادي حاله. فبعض الناس يبدون أصحاء في الظاهر ويمشون كالأصحاء، ولكنهم في الحقيقة مرضى، ولا يجوز أن يصوموا.. خاصة أولئك الذين هم مصابون بمرض القلب، ويعرضهم الجوع والعطش لخطر كبير. فمعرفة ضعف الإنسان لا يتوقف على مظهره، وإنما يجب أن يُترك لرأي الطبيب. وللأسف أن كثيرا من الأطباء في بلادنا لا يؤدون واجبهم بأمانة.. لو حيّاهم أحد وانحنى لهم لكتبوا له من الوصفات ما شاء. ومثل هذه الشهادة لا اعتبار لها ولا قيمة. ولكن إذا أشار الطبيب بالفعل أن الصوم ضار بصحة أحد فلا يُنظر إلى ظاهر صحته، بل لا يجوز الصوم له. وهذه هي الفتوى التي أصدرها سيدنا المهدي عليه السلام.. إذ قال: "إن الذي يصوم في شهر الصيام في مرضه أو سفره فإنه يخالف حكمًا صريحًا الله تعالى. لقد قال الله صراحة ألا يصوم المريض ولا المسافر، بل عليهما أن يصوما بعد الشفاء أو بعد انتهاء السفر. يجب العمل بما أمر الله به. فالنجاة متوقفة على فضل الله، وليس من الممكن أن ينال أحد النجاة بقوة أعماله. إن الله تعالى لم يصرّح عما إذا كان المرض بسيطا أو شديدا، أو إذا كان السفر قصيرًا أو طويلاً.. بل الحكم عام ويجب العمل به. فإذا صام المريض والمسافر فلا بد أن يفتى ضدهما بمخالفة الأمر الإلهي. (الفتاوى لسيدنا المهدي. ص132).

# مقتبس من خطبة الجمعة عن انجازات المصلح الموعود رضي الله عنه

”كتبت جريدة ”النصر“: لقد قامت الجماعة الأحمدية بأعمال بارزة في مجال نشر الثقافة الإسلامية في أميركا والقارة الأوروبية. وهذا العمل جارٍ نتيجة إرسال الدعاة باستمرار وبنشر الكتب و الإعلانات المختلفة التي بواسطتها تُبيَّن فضائل الإسلام وصدق رسول الله ﷺ. لقد سررنا كثيرا بمطالعة الترجمة الإنجليزية لمعاني القرآن الكريم. هذه الترجمة أُعدَّت تحت إشراف إمام الجماعة الأحمدية، حضرة مرزا بشير الدين محمود أحمد رضي الله عنه، وهي جذابة جدا وقرة لعيون القراء. هذه الترجمة القيمة تتضمن أفكارا سامية جدا. فقد وردت فيها الآيات القرآنية في عمود ووردت مقابلها في عمود آخر ترجمتها الإنجليزية ثم ورد التفسير المفصل. يجد القارئ أنه قد رُدّ في هذه التفاسير على اعتراضات المعاندين والمستشرقين ردا مفصلا. يجدر بالذكر أن إمام الجماعة الأحمدية، حضرة مرزا بشير الدين محمود أحمد رضي الله عنه قد كتب سيرة رسول الله ﷺ أيضا إلى جانب هذه الترجمة. وهذه السيرة وهذه الترجمة عديمتا النظير“.

(مقتبس من خطبة الجمعة التي ألقاها أمير المؤمنين سيدنا مرزا مسرور أحمد أيده الله تعالى بنصره العزيز، بتاريخ 17/2/2023م)

## معلومات طبية

تنقسم رئتك اليسرى إلى فصين، بينما تنقسم اليمنى إلى ثلاثة فصوص، وتكون الرئة اليسرى أصغر قليلا أيضا لإتاحة مساحة لقلبك، وتحتوي رئتا الإنسان على أكثر من ٣٠٠ مليون حويصلة هوائية، وأكثر من ١٥٠٠ ميل من الشعب الهوائية.

## إعلان

يَسرُّ إدارة مجلة "نحن أنصار الله" إخبار الأخوة العرب بأنه تم تخصيص زاوية باللغة العربية في المجلة

ويمكن لمن يرغب في المشاركة في كتابة المواضيع الدينية أو العلمية باللغة العربية أن يرسل مساهمته إلى إدارة المجلة على العنوان

ishaat@ansar.ca

Majlis Ansarullah Canada
We are the helpers of Allah